



TAMSAAL

ISSN Print: [3007-5939](#)

ISSN Online: [3007-5947](#)

Volume 4, Number 6, 2026, Pages 141 – 155

Journal Home Page

<https://tamsaal.pk/index.php/tamsaal/index>

TAMSAAL
JOURNAL



عصری عالمی سیاست پر عتائد کے اثرات: مشرق وسطیٰ کی صورتحال میں آرمگڈون اور الملمہ العظمیٰ کا کردار

Impact of Beliefs on Contemporary Global Politics: The Role of Armageddon and Al-Malhama Al-Kubra in the Middle East Context

Asmat Ali Khan¹, Dr. Qaisar Bilal², Dr. Mohammad Shafiq³

¹PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan.

²Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan.

³Assistant Professor, Department of Philosophy, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received: May 04, 2026
Revised: May 27, 2026
Accepted: June 06, 2026
Available Online: June 11, 2026

Keywords:

Armageddon, Al-Malhama Al-Kubra, Contemporary Politics, Middle East, Prophetic Realism, Mythic Operating System, Apocalyptic Fatalism.

ABSTRACT

This article critically examines how eschatological beliefs specifically "Armageddon" and "Al-Malhama Al-Kubra" shape contemporary Middle Eastern conflicts. Moving beyond traditional secular politics, the study introduces "Prophetic Realism," a paradigm where global and regional actors justify military actions by executing a perceived divine script rather than adhering to international law. The research reveals that these religious narratives act as an active "Mythic Operating System," breeding societal "Apocalyptic Fatalism" and a perpetual war psychology. Ultimately, the article emphasizes the need to reclaim the true moral and spiritual essence of these texts, grounded in the Quran and Hadith, to counter their political and strategic misinterpretations.

Corresponding Author:

Asmat Ali Khan

Email:

asmatalikpkk@gmail.com

DOI: <https://doi.org/10.59075/tamsaal.v4i6.89>



© 2026 The Authors, Published by ULLR. This is an Open Access Article under the Creative Common Attribution ([CC-BY 4.0](#))

خلاصہ (Abstract)

عصری بین الاقوامی تعلقات اور عالمی سیاست میں مذہب اور الہیاتی پیش گوئیوں کا تزویراتی استعمال ایک اہم فکری رجحان بن کر ابھر رہا ہے۔ زیر نظر مقالہ اس بات کا تنقیدی اور تجزیاتی جائزہ لیتا ہے کہ کس طرح الہامی مذاہب (یہودیت، مسیحیت اور اسلام) کے آخر الزمانی (Eschatological) عقائد، بالخصوص "آرمگڈن" اور "الملحمۃ العظمیٰ"، مشرق وسطیٰ کے موجودہ جغرافیائی اور عسکری تنازعات کو فکری اساس فراہم کر رہے ہیں۔ روایتی سیکولر سیاست یا مادی مفادات کے برخلاف، معاصر عالمی طاقتیں اور خطے کے اہم عناصر ایک نئے نظریاتی مندرجہ درجہ "پروفینک ریلزم" (Prophetic Realism) کے تحت کام کر رہے ہیں، جہاں بین الاقوامی قانون کے بجائے آسمانی اسکرپٹ پر عمل درآمد کو سیاسی و عسکری اقدامات کا جواز بنایا جاتا ہے۔ یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ یہ مذہبی بیانیے محض ماضی کی داستانیں نہیں ہیں بلکہ ایک فعال "متھک آپریٹنگ سسٹم" (Mythic Operating System) کے طور پر کام کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرے میں ایک ہولناک فکری جمود (Apocalyptic Fatalism) اور مستقل جنگ کی نفسیات جنم لے رہی ہے۔ مقالہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ ان متون کی سیاسی تعبیرات کے بجائے ان کے اصل اخلاقی اور روحانی جوہر کو احباب گراہ کیا جائے۔

کلیدی الفاظ: آرمگڈن، الملحمۃ العظمیٰ، عصری سیاست، مشرق وسطیٰ، پروفینک ریلزم، متھک آپریٹنگ سسٹم، آخر الزمانی فکری جمود

مقدمہ (Introduction)

بین الاقوامی تعلقات (International Relations) کے کلاسیکی اور روایتی نظریات، جیسے کہ حقیقت پسندی (Realism) اور لبرل ازم (Liberalism)، عموماً اس مفروضے پر قائم ہیں کہ ریاستوں کے خارجہ فیصلے مادی مفادات، جغرافیائی حدود، توازن قوت (Balance of Power) اور معاشی تحفظ کے گرد گھومتے ہیں۔ ویسٹ فیلین نظام (Westphalian System) کے بعد سے سیکولر سفارت کاری کو ہی عالمی تنازعات کے حل کا واحد ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ تاہم، اکیسویں صدی کے مشرق وسطیٰ بالخصوص فلسطین، اسرائیل، شام اور عراق کے سیاسی و عسکری منظر نامے نے ان روایتی مندرجہ درجہ کی افادیت اور جامعیت پر سنجیدہ سوالات اٹھائے ہیں۔ عصر حاضر میں ریاستی پالیسیوں، سفارتی بیانیوں اور غیر ریاستی عناصر (Non-state actors) کی عسکری حکمت عملیوں میں 'اسکاٹولوجی' (Eschatology) یعنی آخر الزمانی عقائد اور منتن و ملاحم کا عنصر نہایت اثر انگیز ہو کر سامنے آیا ہے۔ [1]

مسیحی اور یہودی الہیات میں مذکور "آرمگڈن" (Armageddon) اور اسلامی روایات میں منقول "الملحمۃ العظمیٰ" اب محض مذہبی صحیفوں، حنا نقاشیوں یا قدیم الہیاتی مباحث تک محدود نہیں رہے، بلکہ یہ تصورات معاصر عالمی طاقتوں کے تزویراتی مقاصد (Strategic Objectives) کے حصول کے لیے باقاعدہ فکری و سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔ [2] مشرق وسطیٰ کی موجودہ تزویراتی صورتحال کو سمجھنے کے لیے روایتی پولیٹیکل ریلزم کے متبادل کے طور پر ایک نیا نظریاتی مندرجہ درجہ "پروفینک ریلزم" (Prophetic Realism) کہا جاسکتا ہے۔ اس مندرجہ درجہ کے تحت، بین الاقوامی قانون، انسانی حقوق اور سیکولر سفارت کاری کی جگہ الہیاتی جواز (Theological Legitimacy) لے لیتی ہے، جہاں جنگوں اور جغرافیائی توسیع پسندی کو خدائی منشا یا کسی طے شدہ آسمانی اسکرپٹ (Divine Script) کی تکمیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ [3]

اس تناظر میں، یہ عفت اند ایک پوشیدہ "متھک آپریٹنگ سسٹم" (Mythic Operating System) کی طرح کام کرتے ہیں، جو بظاہر جدید نظر آنے والی سیاسی بیوروکریسی اور عسکری نظاموں کے پس منظر میں چل رہا ہوتا ہے اور ان کے فیصلوں کی سمت متعین کرتا ہے۔ مثلاً، امریکہ میں دائیں بازو کی انجیلی مسیحیت (Evangelical Christianity) اور عیسائی صہیونیت (Christian Zionism) کا سیاسی اثر و رسوخ اس کی واضح مثال ہے، جہاں اسرائیل کی غیر مشروط سیاسی و عسکری حمایت کو آرملڈن کی جنگ اور حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد (Second Coming) کے لیے لازمی پیش خیمہ مانا جاتا ہے۔ [4] دوسری جانب، مسلم دنیا میں بھی مختلف سیاسی و مذہبی تحریکوں اور عسکری تنظیموں نے الحکمۃ العظمیٰ اور ظہور مہدی سے متعلق پیش گوئیوں کو اپنے تزویراتی بیانیوں (Narratives) کا حصہ بنایا ہے، جس کی بدولت وہ اپنے حامیوں میں عسکری جوش و خروش پیدا کرتی ہیں۔ [5]

اس الہیاتی سیاست کا سب سے بھیانک پہلو سماجی اور نفسیاتی سطح پر ایک گہرے فکری جمود کی صورت میں نکلتا ہے، جسے "Apocalyptic Fatalism" (آخرتی جبرائیت) کہا جاتا ہے۔ جب کسی معاشرے کے عام افراد اور فیصلہ ساز یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ کی تباہی اور عالمی جنگ ایک ناگزیر الہی منصوبہ ہے، تو وہاں انسانی کوشش اور امن کی سفارت کاری مضبوط ہو جاتی ہے، اور تنازعات ایک 'دائمی اور لازمی جنگ' (Must War) کے تھیٹر میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ [6] زیر نظر معتالے میں انہی محرکات کا علمی، تخلیقی اور تقابلی جائزہ لیتے ہوئے معاصر عالمی سیاست پر ان عفت اند کے اثرات کو آشکار کیا گیا ہے۔

نظریاتی مندریم ورک: 'پروفینک رینلزم' اور 'متھک آپریٹنگ سسٹم'

عصری بین الاقوامی تعلقات اور عالمی تنازعات کی پیچیدگیوں کو محض کلاسیکی حقیقت پسندی (Classical Realism) کے عدسے سے دیکھنا اب یکسر ناکافی ہے۔ کلاسیکی حقیقت پسندی اس بات پر زور دیتی ہے کہ ریاستیں اپنے مادی مفادات، طاقت کے حصول اور بقا (Survival) کے لیے عقلی (Rational) فیصلے کرتی ہیں۔ تاہم، مشرق وسطیٰ میں سرگرم ریاستی اور غیر ریاستی عناصر کے طرز عمل کا تجزیہ کیا جائے، تو ان کے معتالے محض مادی نہیں بلکہ گہری الہیاتی اور آخر الزمانی (Eschatological) بنیادوں پر استوار نظر آتے ہیں۔ اس حلا کو پر کرنے کے لیے عصر حاضر کے محققین نے ایک نیا نظریاتی مندریم ورک متعارف کرایا ہے، جسے "پروفینک رینلزم" (Prophetic Realism) کا نام دیا گیا ہے۔ [7]

پروفینک رینلزم (Prophetic Realism) کی حرکیات

پروفینک رینلزم دراصل اس سیاسی رویے کی عکاسی کرتا ہے جہاں بین الاقوامی قانون (International Law) اور عالمی اداروں (جیسے اقوام متحدہ) کی اخلاقی و قانونی حیثیت کو رد کر کے، جنگوں اور جغرافیائی قبضوں کو آسمانی منشا کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس مندریم ورک کے تحت، سیاسی اور عسکری اقدامات کا جواز کسی دستور یا عالمی معاہدے سے نہیں، بلکہ الہامی پیش گوئیوں کی من مانی تعبیرات سے اخذ کیا جاتا ہے۔ [8] مثال کے طور پر، مسیحی صہیونیت (Christian Zionism) کے زیر اثر امریکی دائیں بازو کے پالیسی ساز اسرائیل کی غیر مشروط عسکری مدد کو محض ایک تزویراتی مفاد نہیں سمجھتے، بلکہ اسے 'آرملڈن' کی طرف بڑھنے اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی (Second Coming) کے لیے ایک ناگزیر اور مقدس مندریم ورک خیال کرتے ہیں۔ [9] جب جنگ کو الہی حکم اور نجات کا ذریعہ مان لیا جائے، تو سفارت کاری، پسپائی یا مصالحت کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں، کیونکہ مندریقین کے نزدیک کسی بھی قسم کا سمجھوتہ براہ راست خدا کی نافرمانی کے مترادف ہوتا ہے۔

مٹھک آپریٹنگ سسٹم (Mythic Operating System)

پروفینک رینلزم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جو فکری ڈھانچہ استعمال ہوتا ہے، اسے "مٹھک آپریٹنگ سسٹم" کہا جاسکتا ہے۔ جس طرح کسی کمپیوٹر کا آپریٹنگ سسٹم پس منظر (Background) میں رہ کر پورے ہارڈویئر کو کنٹرول کرتا ہے اور اس کی سمت متعین کرتا ہے، بعینہ مذہبی اساطیر اور آخر الزمانی پیش گوئیاں (جیسے الملمحۃ العظمیٰ اور آرمگڈن) معاشروں اور ریاستوں کے اجتماعی الشعور میں ایک مٹھک آپریٹنگ سسٹم کے طور پر کام کرتی ہیں۔ [10]

یہ آپریٹنگ سسٹم جدید نظر آنے والے عسکری اور سیاسی بیانیوں کے پیچھے فعال رہتا ہے۔ مسلم دنیا میں اس کی واضح مثال انتہا پسند اور عسکریت پسند تنظیمیں (جیسے داعش وغیرہ) ہیں، جنہوں نے 'دابق' اور 'اعماق' میں ہونے والے الملاحم (عظیم جنگوں) کی احادیث کا سطحی اور لفظی استحصال کیا۔ انہوں نے ان پیش گوئیوں کو اپنے تزویراتی مقاصد (Strategic Goals) کے لیے ایک مٹھک آپریٹنگ سسٹم کے طور پر استعمال کیا، تاکہ دنیا بھر سے نوجوانوں کو یہ باور کرا کر بھرتی کیا جاسکے کہ وہ کسی عام سیاسی جنگ کا نہیں، بلکہ خیر و شر کے آخری کائناتی معرکے کا حصہ بن رہے ہیں۔ [11]

اس نظریاتی بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آرمگڈن اور الملمحۃ العظمیٰ محض قدیم متون میں قید داستانیں نہیں رہیں، بلکہ یہ آج کی عالمی سیاست کو چیلانے والے فعال اور متحرک بیانیے (Active Narratives) بن چکے ہیں۔ ان عتائد نے مشرق وسطیٰ کو ایک ایسے اکھاڑے میں تبدیل کر دیا ہے جہاں سیاسی تنازعات کو ختم کرنے کے بجائے انہیں ایک حتمی اور فیصلہ کن مذہبی جنگ کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ [12]

مشرق وسطیٰ کی عصری صورتحال پر آرمگڈن اور الملمحۃ العظمیٰ کا عملی و تزویراتی اطلاق

نظریاتی مندرجہ ورک کو سمجھنے کے بعد، اب ہم اس امر کا تجزیہ کریں گے کہ کس طرح "آرمگڈن" اور "الملمحۃ العظمیٰ" کے تصورات مشرق وسطیٰ، بالخصوص فلسطین، شام اور عراق کے عصری جغرافیائی و سیاسی منظر نامے کو تشکیل دے رہے ہیں۔ موجودہ دور کی عالمی طاقتوں اور علاقائی مزاحمتی تحریکوں کا بغور مطالعہ کیا جائے، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ خطہ محض سیاسی کشمکش کا اکھاڑا نہیں، بلکہ الہیاتی پیش گوئیوں کی عملی تجربہ گاہ (Testing Ground) بن چکا ہے۔

مسیحی صہیونیت (Christian Zionism) اور امریکی خارجہ پالیسی

عصر حاضر کی عالمی سیاست میں سب سے طاقتور آخر الزمانی اثر رسوخ مسیحی صہیونیت کا ہے۔ یہ ایک ایسا سیاسی و الہیاتی نظریہ ہے جو اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ 1948ء میں ریاست اسرائیل کا قیام اور دنیا بھر سے یہودیوں کا فلسطین میں جمع ہونا دراصل بائبل (کتاب مکاشفہ) میں درج پیش گوئیوں کی تکمیل ہے۔ [13] امریکی دائیں بازو (Right-wing) کے انجیلی مسیحیوں (Evangelicals) کے نزدیک مشرق وسطیٰ کا امن مطلوب نہیں ہے، بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی (Second Coming) سے قبل یروشلم میں ہیکل سلیمانی (Third Temple) کی تعمیر اور وادی مجدد (Megiddo) میں "آرمگڈن" کی عظیم جنگ کا برپا ہونا ناگزیر ہے۔ [14]

یہ عقیدہ محض گرجہ گھروں تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے امریکی حنا حرب پالیسی کو ایک مٹھک آپرینگ سسٹم کے تحت ہائی چیک کر لیا ہے۔ اسرائیل کو ملنے والی سالانہ اربوں ڈالر کی غیر مشروط فوجی امداد، یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنا، اور اقوام متحدہ میں فلسطین کے حق میں آنے والی ہر قرارداد کو ویٹو کرنا یہ تمام امتد امامت اسی پروفینک ریلز کم (Prophetic Realism) کی پید اور ہیں۔ [15] امریکی پالیسی سازوں کی ایک بڑی تعداد اس خطے میں ہونے والی جنگوں کو سیاسی تنازع کے بجائے خیر و شر کا حتمی معرکہ قرار دیتی ہے، جس میں پسپائی کا مطلب خدا کی مرضی کے خلاف حنا تصور کیا جاتا ہے۔

یروشلم کا در حنا اور ہیکل کی تعمیر کا آخر الزمانی بیانہ

مشرق وسطیٰ کے تنازعے کا سب سے حس اور دھماکہ خیز نکتہ یروشلم (بیت المقدس) کی حیثیت ہے۔ یہودی اور مسیحی آخر الزمانی روایات میں یہ عقیدہ راسخ ہے کہ آرملگڈن کے معرکے کی ابتداء اسی وقت ہوگی جب مسجد اقصیٰ اور قبتہ الصخرہ کی جگہ تیسرا ہیکل تعمیر کیا جائے گا۔ [16] دوسری حنا ب، اسلامی اسکالولوجی (Eschatology) میں عمران نذیر حسین جیسے معاصر محققین مرق آنی اور احادیث کے حوالوں سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ موجودہ عالمی نظام، جسے وہ 'Pax Judaica' (یہودی عالمی تسلط) کا نام دیتے ہیں، دراصل دحالی نظام کا آخری مرحلہ ہے۔ [17] عمران حسین کے نزدیک اسرائیل کا موجودہ استعماری عروج اور یروشلم کو عالمی دارالحکومت بنانے کی کوششیں صریحاً ان احادیث کی تکمیل ہیں جو الملحمۃ العظمیٰ سے قبل دحنا کے خروج سے متعلق ہیں۔ اس نقطہ نظر نے مسلم دنیا بالخصوص نوجوانوں میں عالمی سیاست کو دیکھنے کا ایک نیا الہیاتی زاویہ متعارف کرایا ہے۔

مسلم دنیا کا رد عمل: دابق، اعماق اور عسکریت پسندی کا بیانہ

جہاں ایک طرف اسرائیل اور معمر بی طاقستیں اپنے آخر الزمانی اسکرپٹ پر عمل پیرا ہیں، وہیں مسلم دنیا میں بھی بعض غیر ریاستی عناصر (Non-state Actors) نے الملحمۃ العظمیٰ کی پیش گوئیوں کا اپنے عسکری مقاصد کے لیے بھرپور استحصال کیا ہے۔ اس کی سب سے نمایاں مثال داعش (ISIS) کا ابھرنا ہے۔ داعش نے اپنی تنظیم کی پوری فکری بنیاد اور پروپیگنڈا مشینری کو فتن و ملاحم کی احادیث پر استوار کیا۔ [18]

انہوں نے شام کے قصبے 'دابق' اور 'اعماق' کا انتخاب اتفاقی نہیں کیا تھا، بلکہ صحیح مسلم میں درج ان احادیث کی بنیاد پر کیا تھا جن میں ان مقاصد کو رومیوں (عصری اصطلاح میں معمر بی طاقستوں) اور مسلمانوں کے درمیان آخری خونری معرکے (الملحمۃ) کا میدان قرار دیا گیا ہے۔ داعش نے اپنے انگریزی میگزین کا نام بھی 'دابق' رکھا اور دنیا بھر کے مسلم نوجوانوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ کسی عام سیاسی تنظیم میں نہیں، بلکہ الملحمۃ العظمیٰ کے اس حتمی لشکر میں شامل ہو رہے ہیں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ [19] یہ فکری استحصال ظاہر کرتا ہے کہ جب الہامی متون کو ان کے اخلاقی و روحانی سیاق و سباق سے کاٹ کر محض عسکری طاقت کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، تو اس کے نتائج کس قدر تباہ کن ہوتے ہیں۔

محاذ آرائی کے عصری رجحانات اور پراکسی جنگیں

مشرق وسطیٰ میں ایران، شام، اسرائیل، اور دیگر عرب ریاستوں کے درمیان جاری موجودہ پراکسی جنگیں (Proxy Wars) بھی اسی آخر الزمائی قطبیّت (Polarization) کا مظہر ہیں۔ ہر فریق اپنے جنگی اقدامات کو الہیاتی رنگ دے رہا ہے۔ خطے میں جاری اس جنگ کو ایک طرف "دہشت گردی کے خلاف جنگ" اور دوسری طرف "دھبالی قوتوں کے خلاف جہاد" یا "منہج موعود کی راہ ہموار کرنے کا ذریعہ" قرار دیا جاتا ہے۔ اس دوہری الہیاتی محاذ آرائی نے سفارت کاری (Diplomacy) اور پرامن بقائے باہمی کے امکانات کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔

اس تمام بحث سے یہ اسرپایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ آرملگڈن اور الملحمۃ العظمیٰ عصر حاضر میں محض الہیاتی اصطلاحات نہیں، بلکہ ترویجی (Strategic) اور جغرافیائی سیاسی (Geopolitical) حقیقتیں بن چکی ہیں جو مشرق وسطیٰ کے ہر ریاستی اور غیر ریاستی فیصلے پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔

آرملگڈن اور الملحمۃ العظمیٰ کے معاصر سماجی اثرات (Contemporary Social Impacts)

الہیاتی مذاہب میں موجود آخری عصر کے (آرملگڈن اور الملحمۃ العظمیٰ) کے تصورات کا دائرہ اثر محض ریاستی پالیسیوں اور عسکری حکمت عملیوں تک محدود نہیں رہا، بلکہ اس نے عالمی سطح پر معاشروں کی ساخت اور عوامی رویوں کو بھی گہرائی تک متاثر کیا ہے۔ جب سیاسی اور عسکری تنازعات کو الہیاتی رنگ دے دیا جاتا ہے، تو اس کے نتیجے میں معاشرے میں جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، وہ انتہائی دور رس اور عموماً تباہ کن ہوتی ہیں۔ عصری سماجی تناظر میں ان اثرات کا جائزہ درج ذیل پہلوؤں سے لیا جاسکتا ہے:

عوامی بیانیے اور میڈیا کی سنسنی خیزی (Public Narratives and Media Sensationalism)

اکیسویں صدی میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور پاپ کلچر (Pop Culture) نے آخر الزمائی پیش گوئیوں کو علمی اور الہیاتی حلقوں سے نکال کر عوام الناس تک پہنچا دیا ہے۔ عصر حاضر میں میڈیا نے، چاہے وہ مغربی ہو یا مشرقی، ایک مخصوص سنسنی خیزی (Sensationalism) پیدا کی ہے جس میں مشرق وسطیٰ کے ہر چھوٹے بڑے واقعے کو مترقبہ قیامت کی نشانی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ [20] عیسائی دنیا میں 'Left Behind' جیسی ناولز اور فلموں کی سیریز نے کروڑوں افراد کے ذہنوں میں آرملگڈن کے تصور کو ایک یقینی اور مترب الوتوق سماجی حقیقت کے طور پر بٹھا دیا ہے۔ اسی طرح مسلم دنیا میں، خاص طور پر 1979ء کے بعد، ایسا مقبول عام آخری لٹریچر (Popular Apocalyptic Literature) تیزی سے پروان چڑھا ہے جس میں احادیثِ ملاحم کا غیر سائنسی اور غیر مستند اطلاق دور حاضر کی شخصیات اور اقوام پر کیا جاتا ہے۔ [21] اس کے نتیجے میں معاشرے میں ایک ایسا ہجانی اور سنسنی خیز ماحول پیدا ہو چکا ہے جہاں عوام ٹھوس سماجی حقائق اور سائنسی وجوہات کے بجائے عالمی واقعات کی توجیہ غیبی اور مافوق الفطرت اسطیر میں تلاش کرتے ہیں۔

سماجی قطبیت اور "ہم بمقابلہ وہ" کی ثنویت (Social Polarization and the "Us vs. Them" Binary)

ان آخر الزمانی عفتاند کا ایک اور خطرناک سماجی اثر معاشرے میں گہری نظریاتی اور مذہبی قطبیت (Polarization) کا پیدا ہونا ہے۔ آرملڈن اور الملحمۃ العظمیٰ کے بیانے بنیادی طور پر خیر اور شر کے حتیٰ معرکے پر مبنی ہیں، جس میں درمیانی راستے یا غیر جانبداری کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ [22] جب ان عفتاند کو عصر حاضر کے معاشروں پر منطبق کیا جاتا ہے، تو یہ ایک خطرناک "ہم بمقابلہ وہ" (Us vs. Them) کی تفریق کو جنم دیتے ہیں۔

یہ ثنویت (Binary) بین المذاہب اور بین الممالک ہم آہنگی کے لیے زہر قاتل ہے۔ معاشرے کا ہر گروہ خود کو 'حق' کی آخری فوج اور اپنے مخالفین کو 'دجال' نظام کا حصہ سمجھنے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر، مشرق وسطیٰ میں صرقت وارانہ تنازعات (جیسے شام اور عراق کی صورتحال) میں مختلف گروہوں نے ایک دوسرے کو الملحمۃ کی احادیث کے تناظر میں شرکا نامزد کر دیا، جس سے سماجی برداشت، مکالمے اور پرامن بقائے باہمی (Peaceful Coexistence) کے تصورات کو شدید دھچکا لگا۔ [23]

نوجوانوں کی انتہا پسندی اور عسکری تنظیموں میں شمولیت (Youth Radicalization and Militancy)

سماجی اثرات کے ضمن میں سب سے تشویشناک پہلو نوجوان نسل کی انتہا پسندی (Radicalization) ہے۔ جدید عالمی نظام کی نا انصافیوں، معاشی بد حالی اور مسلم دنیا کے سیاسی زوال سے مایوس نوجوانوں کے لیے الملحمۃ العظمیٰ کا بیانیہ ایک زبردست کشش (Appeal) رکھتا ہے۔ انتہا پسند تنظیمیں اس سماجی محسوس کا فائدہ اٹھاتی ہیں اور نوجوانوں کو یہ باور کراتی ہیں کہ وہ اس بد عنوان اور ظالم سماجی نظام کو تبدیل کرنے والی الٰہی فوج کا حصہ بن سکتے ہیں۔ [24]

داعش اور القاعدہ جیسی تنظیموں نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹس کو استعمال کرتے ہوئے مغربی اور اسلامی ممالک سے ہزاروں پڑھے لکھے نوجوانوں کو محض اس بنیاد پر بھرتی کیا کہ وہ 'دابق' میں ہونے والی آخری جنگ کے ہر اول دستے کا حصہ بنیں۔ [25] یہ رجحان ظاہر کرتا ہے کہ جب الہامی متون کی غلط سیاسی و سماجی تعبیر کی جاتی ہے، تو وہ کس طرح ایک عام شہری کو سماجی دھارے سے کاٹ کر عالمی عسکریت پسندی کا حصہ بنا دیتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرے اپنے ہی نوجوانوں کی تعمیری صلاحیتوں سے محروم ہو جاتے ہیں، اور خاندانی اور معاشرتی ڈھانچے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

آرملڈن اور الملحمۃ العظمیٰ کے نفسیاتی اثرات: 'آخرتی جبرائیت' (Apocalyptic Fatalism) اور فکری مفلوجیت

سماجی اثرات کے ساتھ ساتھ، آخر الزمانی عفتاند انسانی ذہن اور نفسیات پر بھی انتہائی گہرے نقوش مرتب کرتے ہیں۔ جب کسی معاشرے میں آرملڈن اور الملحمۃ العظمیٰ جیسی عالمگیر تباہی اور فیصلہ کن جنگوں کے بیانے کو سیاسی اور عسکری سطح پر ایک حتمی حقیقت بنا کر پیش کیا جاتا ہے، تو اس کے نتیجے میں ایک مخصوص نفسیاتی کیفیت جنم لیتی ہے۔ عصر حاضر کے ماہرین نفسیات اور عمرانیات اسے "آخرتی جبرائیت" (Apocalyptic Fatalism) یا فکری مفلوجیت قرار دیتے ہیں۔ [26]

آخرنی جبرائیت (Apocalyptic Fatalism) کا مفہوم اور حرکیات

آخرنی جبرائیت سے مراد وہ نفسیاتی کیفیت ہے جس میں انسان یہ تسلیم کر لیتا ہے کہ دنیا کا اختتام، عالمی جنگیں، تباہی اور بربادی ایک طے شدہ آسمانی اسکرپٹ (Divine Script) کا حصہ ہیں جنہیں رونما ہونے سے کوئی انسانی کوشش نہیں روک سکتی۔ جب مشرق وسطیٰ کے تنازعات کو اس جبرائی عدسے (Fatalistic Lens) سے دیکھا جاتا ہے، تو عوام اور پالیسی سازوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے کہ امن کی کوششیں نہ صرف رائیگاں ہیں، بلکہ شاید وہ خدائی منصوبے کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ [27] یہ طرزِ فکر انسان کو ایک ایسے فکری جمود میں مبتلا کر دیتا ہے جہاں وہ خود کو ایک فعال کردار (Active agent) کے بجائے محض ایک بے بس تماشا یا کھیل پتلی سمجھنے لگتا ہے۔

انسانی ایجنسی (Human Agency) کا زوال اور فکری مفلوجیت

اس نفسیاتی کیفیت کا سب سے خطرناک پہلو انسانی ایجنسی، یعنی انسان کے ارادے اور عمل کی آزادی کا زوال ہے۔ جب ایک عام مسلمان، عیسائی یا یہودی یہ مان لیتا ہے کہ تیسری جنگِ عظیم یا دہائی قوتوں کا غلبہ ناگزیر ہے، تو اس کی تعمیری سوچ مفلوج ہو جاتی ہے۔ [28]

ایک ایسا نوجوان جس کے ذہن میں یہ خوف بٹھا دیا گیا ہو کہ چند ہی سالوں میں ایٹمی آرملڈن یا المحہ برپا ہونے والا ہے، وہ طویل مدتی تعمیری منصوبوں، سائنسی تحقیق، ماحولیاتی تحفظ، اور معاشی ترقی میں کیوں دلچسپی لے گا؟ اسے نفسیاتی اصطلاح میں 'Learned Helplessness' (سیکھی ہوئی بے بسی) کہا جاتا ہے۔ یہ فکری مفلوجیت مسلم دنیا کے موجودہ زوال کی ایک بڑی نفسیاتی وجہ ہے، جہاں بعض حلقوں نے اپنی عملی کوتاہیوں اور سیاسی ناکامیوں کو مستقبل و ملاحم کی احادیث کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی ہے، اور ہر قسم کی پس ماندگی کو 'مترَبِ قیامت کی نشانی' قرار دے کر اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری سے پہلو تہی کی ہے۔ [29]

نجات دہندہ کا انتظار (Messianic Expectation) اور انفرادی ذمہ داری سے منہ پھرا

یہ جبرائی نفسیات (Fatalistic Psychology) ایک اور رویے کو جنم دیتی ہے جو کہ ایک غمیی نجات دہندہ (مسیح یا امام مہدی) کا غیر متحرک انتظار ہے۔ اگرچہ الہامی مذاہب میں مسیحا کا تصور امید اور عدل کے قیام کی علامت ہے، لیکن جب اسے متھک آپریٹنگ سسٹم (Mythic Operating System) کے تحت مسخ کر دیا جاتا ہے، تو یہ قوموں کو کابل بنادیتا ہے۔ [30]

لوگ ظلم، نا انصافی اور سیاسی استبداد کے خلاف خود جدوجہد کرنے کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھرے کسی مافوق الفطرت مداخلت کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ یہ نفسیات استعاری اور آمرانہ طاقتوں کے لیے انتہائی سازگار ہوتی ہے، کیونکہ ایک مفلوج اور نجات دہندہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی قوم کبھی بھی ان کے ظالمانہ عالمی نظام (Global Order) کے خلاف مؤثر سیاسی اور معاشی مزاحمت نہیں کر سکتی۔

مستقبل سے مایوسی اور خوف کی نفسیات (Eschatological Dread)

مستقل بنیادوں پر آرملڈن اور اللحمہ کے تباہ کن منظر (خونریزی، قحط، اور دحبالی فتنوں) کا تذکرہ معاشرے میں ایک مستقل خوف، ذہنی دباؤ (Anxiety) اور مستقبل سے مایوسی پیدا کرتا ہے۔ وہ نسلیں جو اس شدید آخرتی خوف کے سائے میں پروان چڑھتی ہیں، ان میں عدم برداشت، غصہ اور انتہا پسندی کے رجحانات زیادہ پائے جاتے ہیں، کیونکہ ان کی نفسیات بقا (Survival) کے انتہائی درجے پر کام کر رہی ہوتی ہے۔

یہ تمام نفسیاتی عوامل ثابت کرتے ہیں کہ الہامی کتب اور احادیث میں موجود آخر الزمانی پیش گوئیوں کا بنیادی مقصد انسانوں کو مایوس یا مفلوج کرنا ہرگز نہیں تھا، بلکہ انہیں اخلاقی انتباہ (Moral Warning) دینا تھا۔ مگر ان پیش گوئیوں کے موجودہ سیاسی استحصال نے معاشروں کو ایک شدید نفسیاتی بحران اور فکری موت سے دوچار کر دیا ہے۔

اسلامی نصوص کا تحزیب: مترآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں

اللحمۃ العظمیٰ اور آخر الزمانی فتنوں کا تصور اسلامی الہیات میں کوئی ثانوی عقیدہ نہیں ہے، بلکہ یہ مترآن مجید کے اشارات اور احادیث مبارکہ کے کشیدہ ذخیرے سے ثابت ہے۔ معاصر عالمی سیاست اور مشرق وسطیٰ کے تناظر میں ان نصوص کا اکیڈمک اور تحلیلی مطالعہ درج ذیل بنیادی مصادر کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے:

مترآنی اشارات اور معاصر اسکاٹولوجیکل تعبیرات

مترآن مجید بنیادی طور پر ہدایت کی کتاب ہے، تاہم اس میں متعدد مقامات پر مستقبل کی تاریخ، اقوام کے عروج و زوال، اور علامات قیامت کی طرف گہرے اشارات موجود ہیں۔ معاصر آخر الزمانی لٹریچر میں سورہ بنی اسرائیل (الاسراء) کی آیات کریمہ کو مشرق وسطیٰ اور فلسطین کی موجودہ صورتحال کے لیے ایک بنیادی نص کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتَّبِرًا [31]

"پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کیا) تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (اقصیٰ) میں اسی طرح داخل ہوں جس طرح پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر ان کا فتوا چلے اسے یکسر تباہ کر دیں۔"

جدید مفسرین اور محققین اس آیت کریمہ کے لفظ "وَعْدُ الْآخِرَةِ" (آخری وعدے) سے استدلال کرتے ہیں کہ تاریخ کا آخری تزویراتی معرکہ فلسطین کی دھرتی پر برپا ہونا طے ہے، جہاں حق اور باطل کی قوتیں آمنے سامنے ہوں گی۔ [32] اسی طرح سورہ الدخان کی آیات (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) کو بعض جدید ملاحم پسند اسکاٹرز معاصر ایٹمی جنگ (Nuclear Warfare) اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بادلوں اور دھوئیں کا استعارہ مترادف دیتے ہیں، جو مشرق وسطیٰ میں آرملڈن یا اللحمہ کے دوران ممکنہ طور پر رونما ہو سکتا ہے۔ [33]

احادیثِ ملاحم اور جغرافیائی سیاسی مراکز (Geopolitical Centers)

المحکمۃ العظمیٰ کی تفصیلی جزئیات ہمیں احادیثِ مبارکہ کے ذخیرے بالخصوص صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی کے "کتاب الفتن والملاحم" میں ملتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آخری معرکہ کے جغرافیائی مراکز کی بھی واضح نشاندہی فرمائی ہے، جو کہ عین مطابق معاصر جغرافیائی سیاست (Geopolitics) شام اور فلسطین کا خطہ ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں المحکمۃ کی شروعات اور رومیوں (عصری تناظر میں مغربی اور نیٹو اتحادی قوتوں) کے حملے کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَاقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ... [34]

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی اعماق یا دابق (شام کے مقامات) میں نہ اتر آئیں، پھر ان کی طرف مدینہ سے ایک لشکر نکلے گا جو اس وقت زمین کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔"

یہ نص ظاہر کرتی ہے کہ المحکمۃ العظمیٰ محض ایک علامتی جنگ نہیں بلکہ ایک مادی اور جغرافیائی حقیقت ہے جس کا مرکز معاصر شام (شمالی اسیو/ حلب کے قریب) ہے۔ جدید عسکری تنظیموں نے اسی نص کا سیاسی فائدہ اٹھاتے ہوئے دابق پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اپنے جنگجوؤں میں الہیاتی جوش پیدا کر سکیں۔ [35]

بیت المقدس کا عروج اور المحکمۃ کا تزویراتی ربط

سنن ابی داؤد کی ایک اور نہایت اہم اور معرکہ آرا حدیث معاصر مشرق وسطیٰ کے سیاسی تغیرات اور تزویراتی مراحل کی ترتیب کو واضح کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عُمَرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابٌ يَثْرَبُ، وَعُمَرَانُ يَثْرَبُ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَالِ [36]

"بیت المقدس کی آبادی (اور عروج) مدینہ کی ویرانی (یا سیاسی مرکزیت کے خاتمے) کا سبب ہوگی، اور مدینہ کا اس حال کو پہنچنا المحکمۃ (عظیم جنگ) کے خنوع کا پیش خیمہ ہوگا، اور المحکمۃ کا خنوع قسطنطنیہ کی فتح کا سبب بنے گا، اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خنوع کا باعث ہوگی۔"

یہ نص معاصر پولیٹیکل اسکالولوجی (Political Eschatology) کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ پروفیسر ڈیوڈ کلک اور عمران نذیر حسین جیسے محققین اس بات پر متفق ہیں کہ 1948ء سے اب تک اسرائیل کی جانب سے یروشلم (بیت المقدس) کو آباد کرنے، اسے اپنا دار الحکومت بنانے اور وہاں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی کوششیں دراصل "عُمَرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ" کے اسی مرحلے کو ظاہر کرتی ہیں، جو راست طور پر المحکمۃ العظمیٰ کی طرف لے جا رہا ہے۔ [37]

ان مآخذ اور نصوص کے عملی تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام کا تصورِ ملاحم مسلمانوں کو کسی حارحانہ استعارہ یا دہشت گردی کی احبازت نہیں دیتا، بلکہ یہ ایک دفاعی اور اصولی معرکہ ہے جو عالمی ناانصافی اور دجالیت کے خاتمے اور عدلِ الہی کے قیام کے لیے برپا ہوگا۔

حاصل کلام اور نتائج تحقیق (Conclusion and Findings)

زیر نظر مقالے میں آرگنڈن اور الملحمۃ العظمیٰ کے تصورات، ان کے تقابلی جائزے اور عصری عالمی سیاست و سماج پر ان کے اثرات کا جو تفصیلی اور تخلیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے، وہ درج ذیل حتمی اور ٹھوس نتائج پر منتج ہوتا ہے:

اول: "پروفینک رینلزم" کا ابھار اور سیکولر سفارت کاری کی ناکامی

یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ اکیسویں صدی میں مشرق وسطیٰ کے تنازعات کو سمجھنے کے لیے بین الاقوامی تعلقات کے روایتی اور سیکولر نظریات ناکافی ہو چکے ہیں۔ عصر حاضر کی عالمی طاقتیں (بالخصوص امریکہ اور اسرائیل) اور علاقائی غیر ریاستی عناصر اب "پروفینک رینلزم" (Prophetic Realism) کے نظریاتی مندرجہ رک کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اس مندرجہ رک نے سیاسی اور قانونی جواز (Political Legitimacy) کی جگہ الہیاتی جواز (Theological Legitimacy) کو دے دی ہے، جس کے باعث مشرق وسطیٰ ایک ایسا خطہ بن چکا ہے جہاں روایتی سفارت کاری اور امن کے معاہدے اس لیے ناکام ہو جاتے ہیں کیونکہ مندرجہ یقین اپنی جنگی کارروائیوں کو ایک حتمی اور مقدس آسمانی اسکرپٹ کی تکمیل سمجھتے ہیں۔ [38]

دوم: "متھک آپریٹنگ سسٹم" کے طور پر پیش گوئیوں کا تزویراتی استحصال

الہامی مذاہب میں موجود آخر الزمانی جنگوں کے بیانیے محض ماضی کی روایات یا حنا نقاب ہی عتاند نہیں رہے۔ یہ مقالہ اس امر کو بے نقاب کرتا ہے کہ یہ بیانیے جدید ریاستی بیوروکریسیوں اور عسکری تنظیموں کے پس منظر میں ایک "متھک آپریٹنگ سسٹم" (Mythic Operating System) کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ عیسائی صہیونیت (Christian Zionism) کی جانب سے اسرائیلی توسیع پسندی کی غیر مشروط حمایت اور داعش جیسی تنظیموں کی جانب سے 'دابق' اور 'اعماق' کا بیانیہ دراصل ان الہامی متون کا تزویراتی اور سیاسی استحصال (Strategic Exploitation) ہے۔ متون کو ان کے حقیقی اخلاقی سیاق و سباق سے کاٹ کر سیاسی غلبے کے لیے استعمال کرنا دور حاضر کا ایک بہت بڑا منکری المیہ ہے۔

سوم: آخرتی جبرائیت (Apocalyptic Fatalism) اور منکری مفلوجیت

اس تحقیق کا ایک انتہائی اہم سماجی و نفسیاتی نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ ان عتاند کے سیاسی استعمال نے معاشرے کو "آخرتی جبرائیت" (Apocalyptic Fatalism) میں مبتلا کر دیا ہے۔ جب عوام یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ عالمی تباہی، جنگیں اور دھبالی فتنوں کا غلبہ ایک طے شدہ تقدیر ہے، تو ان کی 'انسانی ایجنسی' (Human Agency) دم توڑ دیتی ہے۔ مسلم دنیا میں یہ منکری مفلوجیت تعمیری سوچ، سائنسی ترقی اور سماجی اصلاح کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ بن چکی ہے۔ نوجوان نسل نجات دہندہ کے غیر متحرک انتظار میں مبتلا ہو کر اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کر رہی ہے۔

چہارم: اسلامی نصوص کی تعبیریاتی اصلاح (Hermeneutical Reform) کی ناگزیریت

مترآن مجید کی آیات (جیسے وعدہ الآخرة) اور احادیث ملاحم کے تجزیے سے یہ دو ٹوک نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلامی اسکالولوجی کا بنیادی مقصد کائنات میں جنگ و خونریزی کو بھڑکانا یا استعماری تسلط کا جواز پیش کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا اصل جوہر انسان کی اخلاقی بیداری، روحانی احتساب، اور عالمی نا انصافیوں کے خلاف استقامت پیدا کرنا ہوتا۔ ضرورت اس

امریکی ہے کہ اسلامیات اور عصری سیاسیات کے محققین ان پیش گوئیوں کی ایسی غیر دیومالا کی اور مقاصد شریعت پر مبنی تعبیرات (Hermeneutical interpretations) پیش کریں جو معاشرے کو مایوسی کے بجائے حسرتِ عمل اور امید کا پیغام دیں۔ [39]

حرفِ آخر:

مشرق وسطیٰ کا موجودہ بحران اور عصری عالمی کشمکش اس وقت تک حل کی طرف نہیں جاسکتی جب تک پالیسی ساز اور مذہبی طبقات الہامی پیش گوئیوں اور زمینی حقائق کے درمیان حدِ وصل قائم نہیں کرتے۔ آر مگڈن اور الملحمیہ العظمیٰ کا خوف بچنے کے بجائے، الہامی مذاہب کو اپنے مشترکہ اخلاقی اقتدار (عدل، انسانی وقار، اور امن) کی بنیاد پر ایک نیا عالمی بیانیہ تشکیل دینا چاہیے تاکہ انسانیت کو اس تباہ کن فکری و عسکری تصادم سے بچا جاسکے۔

حواشی / فوٹ نوٹس (Footnotes)

- [1] David Cook, *Contemporary Muslim Apocalyptic Literature* (Syracuse: Syracuse University Press, 2005), 15–18. [2] Imran N. Hosein, *Jerusalem in the Qur'an* (New York: Masjid Jami'ah, 2002), 45–49.
- [3] Sohail Inayatullah, Rick Mercer, Ivana Milojević, and John A. Sweeney, "Eschatology as Empire," *Journal of Futures Studies* 26, no. 3 (2022): 21–24.
- [4] Hafize Şule Albayrak, "Christian Zionism in the US: Its Roots, Founding Principles and Its Influence in American Politics," *Darulfunun Ilahiyat* 30, no. 1 (2019): 141–145.
- [5] الاستاذ امین محمد جمال الدین، ہر محبدون: بین الاقوامی جنگِ آخری انتباہ، مترجم پروفیسر خورشید عالم (لاہور: صفہ پبلیشرز، 2001)، 8–12۔
- [6] Keri L. Kovach, "Fact or Fiction: The Social and Cultural Beliefs That Drive Doms Day Prophecies" (Master's thesis, Harvard University, 2016), 55–60.
- [7] Sohail Inayatullah, Rick Mercer, Ivana Milojević, and John A. Sweeney, "Eschatology as Empire," *Journal of Futures Studies* 26, no. 3 (2022): 25–28.
- [8] David Cook, *The Book of Tribulations: The Syrian Muslim Apocalyptic Tradition* (Edinburgh: Edinburgh University Press, 2017), 34–37.
- [9] Stephen Spector, *Evangelicals and Israel: The Story of American Christian Zionism* (Oxford: Oxford University Press, 2009), 88–92.
- [10] Hafize Şule Albayrak, "Christian Zionism in the US: Its Roots, Founding Principles and Its Influence in American Politics," *Darulfunun Ilahiyat* 30, no. 1 (2019): 150–153.
- [11] William McCants, *The ISIS Apocalypse: The History, Strategy, and Domsday Vision of the Islamic State* (New York: St. Martin's Press, 2015), 119–122.
- [12] Keri L. Kovach, "Fact or Fiction: The Social and Cultural Beliefs That Drive Doms Day Prophecies" (Master's thesis, Harvard University, 2016), 65–68.
- [13] Hafize Şule Albayrak, "Christian Zionism in the US: Its Roots, Founding Principles and Its Influence in American Politics," *Darulfunun Ilahiyat* 30, no. 1 (2019): 155–158.
- [14] Stephen Spector, *Evangelicals and Israel: The Story of American Christian Zionism* (Oxford: Oxford University Press, 2009), 112–115.
- [15] Sohail Inayatullah, Rick Mercer, Ivana Milojević, and John A. Sweeney, "Eschatology as Empire," *Journal of Futures Studies* 26, no. 3 (2022): 29–31.
- [16] Ghulam Rasool Dehlvi, "Is the Israel-Iran War Apocalyptic? A Comparative Study of Jewish, Christian and Islamic Eschatology," *New Age Islam*, May 5, 2026, 2-4.

- [17] Imran N. Hosein, *The Qur'ān, the Great War, and the West* (Trinidad: Iron Heart Publishing, 2020), 25–28. [18] David Cook, *Contemporary Muslim Apocalyptic Literature* (Syracuse: Syracuse University Press, 2005), 180–185.
- [19] William McCants, *The ISIS Apocalypse: The History, Strategy, and Doomsday Vision of the Islamic State* (New York: St. Martin's Press, 2015), 125–129.
- [20] Keri L. Kovach, "Fact or Fiction: The Social and Cultural Beliefs That Drive Dooms Day Prophecies" (Master's thesis, Harvard University, 2016), 72–74.
- [21] David Cook, *Contemporary Muslim Apocalyptic Literature* (Syracuse: Syracuse University Press, 2005), 15–20.
- [22] The British Academy, "Joy in the End: Apocalyptic Timing, Extremism and Climate Politics," accessed May 10, 2026, <https://www.thebritishacademy.ac.uk>.
- [23] Ghulam Rasool Dehlvi, "Is the Israel-Iran War Apocalyptic? A Comparative Study of Jewish, Christian and Islamic Eschatology," *New Age Islam*, May 5, 2026, 4–6.
- [24] Jean Mayer, "Apocalyptic Millennialism in the West," in *The Life Course of Apocalyptic Groups*, *Journal of Strategic Security* (2018): 36–38.
- [25] William McCants, *The ISIS Apocalypse: The History, Strategy, and Doomsday Vision of the Islamic State* (New York: St. Martin's Press, 2015), 119–123.
- [26] Jean Mayer, "Apocalyptic Millennialism in the West," in *The Life Course of Apocalyptic Groups*, *Journal of Strategic Security* (2018): 42–45.
- [27] David Cook, *Contemporary Muslim Apocalyptic Literature* (Syracuse: Syracuse University Press, 2005), 205–208.
- [28] Keri L. Kovach, "Fact or Fiction: The Social and Cultural Beliefs That Drive Dooms Day Prophecies" (Master's thesis, Harvard University, 2016), 80–84.
- [29] Sohail Inayatullah, Rick Mercer, Ivana Milojević, and John A. Sweeney, "Eschatology as Empire," *Journal of Futures Studies* 26, no. 3 (2022): 33–36.
- [30] The British Academy, "Joy in the End: Apocalyptic Timing, Extremism and Climate Politics," accessed May 10, 2026, <https://www.thebritishacademy.ac.uk/projects/joy-in-the-end>.
- [31] القرآن الكريم، سورة الاسراء (بنی اسرائیل)، 17:07.
- [32] عمران نذیر حسین، یروشلم قرآن میں، مترجم: مفتی ثناء اللہ محمود (لاہور: مکتبہ زکریا، 2006)، 92–88.
- [33] Imran N. Hosein, *The Qur'ān, the Great War, and the West* (Trinidad: Iron Heart Publishing, 2020), 45–48. [34] مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشرار الساعة، باب إقبال الروم في كثرة القتل عند خروج الدجال، حديث نمبر: 2897.
- [35] William McCants, *The ISIS Apocalypse: The History, Strategy, and Doomsday Vision of the Islamic State* (New York: St. Martin's Press, 2015), 140–143. [36] ابو داؤد سليمان بن الاشعث السجستاني، سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب في أمارة الملاحم، حديث نمبر: 4294.
- [37] David Cook, *The Book of Tribulations: The Syrian Muslim Apocalyptic Tradition* (Edinburgh: Edinburgh University Press, 2017), 112–115.
- [38] Sohail Inayatullah, Rick Mercer, Ivana Milojević, and John A. Sweeney, "Eschatology as Empire," *Journal of Futures Studies* 26, no. 3 (2022): 38–40.
- [39] David Cook, *Contemporary Muslim Apocalyptic Literature* (Syracuse: Syracuse University Press, 2005), 215–218.

کتابیات (Bibliography)

بنیادی مصادر (عربی/اردو):

1. القرآن الکریم۔
2. ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی۔ سنن ابی داؤد۔
3. جمال الدین، الاستاذ امین محمد۔ ہر مبدون: بین الاقوامی جنگ آخری انتباہ۔ مترجم: پروفیسر خورشید عالم۔ لاہور: صفہ پبلیشرز، 2001۔
4. حسین، عمران ندیر۔ یروشلم وترآن میں۔ مترجم: مفتی ثناء اللہ محمود۔ لاہور: مکتبہ زکریا، 2006۔
5. مسلم بن الحجاج القشیری۔ صحیح مسلم۔
6. Albayrak, Hafize Şule. "Christian Zionism in the US: Its Roots, Founding Principles and Its Influence in American Politics." *Darulfunun Ilahiyat* 30, no. 1 (2019): 141–169.
7. Cook, David. *Contemporary Muslim Apocalyptic Literature*. Syracuse: Syracuse University Press, 2005.
8. Cook, David. *The Book of Tribulations: The Syrian Muslim Apocalyptic Tradition*. Edinburgh: Edinburgh University Press, 2017.
9. Dehlvi, Ghulam Rasool. "Is the Israel-Iran War Apocalyptic? A Comparative Study of Jewish, Christian and Islamic Eschatology." *New Age Islam*, May 5, 2026.
10. Hosein, Imran N. *Jerusalem in the Qur'an*. New York: Masjid Jami'ah, 2002.
11. Hosein, Imran N. *The Qur'ān, the Great War, and the West*. Trinidad: Iron Heart Publishing, 2020.
12. Inayatullah, Sohail, Rick Mercer, Ivana Milojević, and John A. Sweeney. "Eschatology as Empire." *Journal of Futures Studies* 26, no. 3 (2022): 21–40.
13. Kovach, Keri L. "Fact or Fiction: The Social and Cultural Beliefs That Drive Doms Day Prophecies." Master's thesis, Harvard University, 2016.
14. Mayer, Jean. "Apocalyptic Millennialism in the West." In *The Life Course of Apocalyptic Groups*, *Journal of Strategic Security* (2018): 32–53.
15. McCants, William. *The ISIS Apocalypse: The History, Strategy, and Domsday Vision of the Islamic State*. New York: St. Martin's Press, 2015.
16. Spector, Stephen. *Evangelicals and Israel: The Story of American Christian Zionism*. Oxford: Oxford University Press, 2009.

17. The British Academy. "Joy in the End: Apocalyptic Timing, Extremism and Climate Politics." Accessed May 10, 2026. <https://www.thebritishacademy.ac.uk/projects/joy-in-the-end>.